مجتہد اور غیر مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کے فہم کی ضرورت اہمیت

ڈاکٹر عبد الغفار*

Objectives of Islamic Law** (**Maqāṣid al-Sharī'ah**) **for Mujtahid and Non-Mujtahid

Abstract

The principle argument contained in this paper is that the *Maqāṣid* are potent Islamic values that provide a vision broadening and common conceptual language through which present and future social change can be proactively defined, negotiated, led and pursued. *Maqāṣid al-Sharī'ah* are actually the means of relation between *al-Aḥkām al- al-Shar'īyah* and mukallafeen.These ahkam and their *Ḥikam* strengthen the relation between The Ruler and the ruled one. The ruled one may be divided into *Mujtahid* and *Ghair-Mujtahid*. *Maqāṣid al-Sharī'ah* facilitate *Mujtahid* how to prefer while viewing contrary evidences and how to apply the new incidents with nusus and how to understand latest occurrences in context of time and space. *Maqāṣid al-Sharī'ah* helps *Ghair-Mujtahid* to recognize the purpose of *al-Aḥkām al-Shar'īyah* and as a result he develops a strong understanding, deep love and staunch following of *Sharī'ah*.

Keywords: *Islamic Jurisprudence; Objectives of Islamic Law; Mujtahid.*

اصولِ فقہ کے ذیلی مباحث میں ایک عنوان "احکامِ شریعت کے مقاصد اور اس کے مدارج" کا بھی آتا ہے، موضوع کی اہمیت اور طبعی ترتیب کے پیش نظر اس کو تمام اصولی موضوعات و مباحث کی تمہید قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ اصول فقہ کے مباحث بالخصوص اصولِ اربعہ، کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کی ابتداء اس سے ہوتی تاکہ وہ مقاصد و مصالح جو شرعی احکام میں ملحوظ رکھے گئے ہیں ان کی وضاحت اور متعلقہ مسائل کو سمجھنے میں اس سے مدد ملتی۔ لیکن اصولِ فقہ کے ماہرین اس موضوع کو ایک ذیلی و ضمنی بحث کے طور پر غالباً اس لیے ذکر کرتے ہیں کہ نصوص میں ان مقاصد کا ذکر یک جا طور پر اور صراحت کے ساتھ کہیں نہیں ملتا، حالانکہ ان کا معتبر ہونا اور احکامِ شریعت کا ان کے گرد دائر ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ بات نصوص یعنی قرآنی آیات واحادیث کے استقراء اور تتبع سے ثابت ہے۔

۱۔ مقاصد شریعت کا ارتقائی پس منظر

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل کی دولت سے نوازا ہے اور اس کا یہ امتیاز ہی اس کی تکلیف کا مدار اور شرعی احکام کا مخاطب و مکلف ہونے کی بنیاد ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا کوئی فعل حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا اور اس کے ہر فرمان میں انسان کی سعادت اور اس کی بھلائی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ شریعت کے عمومی نصوص سے اان مقاصد کی نشاندہی ہوتی ہے جو شرعی احکام میں ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ اور ان مصالح کی بھی نشاندہی کی گئی ہے جن کا روبہ عمل لانا ان احکام کا مقصود ہے۔ مقاصد شریعت کا جاننا مجتہد اور غیر مجتہد ہر شخص کے لیے ضروری اور مفید ہے، شرعی حکم کے ساتھ اگر اس کی مصلحت و حکمت بھی معلوم ہو تو آدمی کے یقین میں اضافہ اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور علم الیقین کے بعد حق الیقین کا درجہ

---

* لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

حاصل ہوتا ہے۔ علمائے مجتہدین کے لیے اصول وکلیات پر نظر اور شریعت کے مقاصد کو جاننا اور بھی ضروری ہے، تاکہ وہ نئے مسائل میں ان مقاصد سے رہنمائی حاصل کر سکیں اور ان نصوص میں جو بظاہر متعارض نظر آتی ہوں، تطبیق دے سکیں اور کسی جزئیہ کا حکم تلاش کرنے میں شریعت کے عمومی مصالح اور مزاج ومقاصد کو فراموش کر کے غلطی کے ارتکاب کا امکان کم سے کم ہو۔

دیگر اسلامی علوم کی طرح مقاصد شریعت نے بھی ایک مستقل علم کی شکل اختیار کرنے تک متعدد ارتقائی منازل طے کی ہیں۔ مقاصد شریعت کا اصل ماخذ قرآن وسنت ہیں جن میں کلی مقاصد شریعت مثلاً اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے لئے آسانی چاہنا اور تنگی نہ چاہنا، حرج کو ختم کرنا اور تخفیف پیدا کرنا وغیرہ بیان کئے گئے ہیں اور نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے مقاصد ذکر کر کے جزئی مقاصد شریعت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے احکام شریعت کے علل اور انہیں معقول وغیر معقول میں تقسیم کر کے علم مقاصد کے بانی امام شافعیؒ قرار پاتے ہیں۔ امام جوینیؒ نے غرض اور مقصد کے الفاظ کا کثرت سے استعمال کیا اور مقاصد شریعت کو سب سے پہلے ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں محصور کیا اور مقاصد جزئیہ بھی ذکر کئے۔ امام غزالیؒ نے دین، جان، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کو شریعت کا بنیادی مقصد قرار دیا اور ان کی ضروریات، حاجیات اور تحسینیات میں درجہ بندی کی اور مقاصد کو دینی اور دنیوی مقاصد میں بھی تقسیم کیا ہے اور مصالح کے حصول کے لئے تحصیل اور دفع ضرر کے لئے ابقاء کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ امام رازیؒ نے جلب منفعت اور دفع ضرر کو مقاصد شریعت قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ فعل کسی وقت مصلحت اور کسی وقت باعث فساد ہوتا ہے۔

امام عزالدینؒ نے جلب مصالح اور درء المفاسد کو مقاصد شریعت قرار دیا ہے۔ ارموی، بیضاوی، سبکی، ابن سبکی، اسنوی اور ابن نجار نے متقدمین کی پیروی کی ہے۔ امام قرافیؒ نے اگرچہ عزالدینؒ سے استفادہ کیا ہے لیکن انہوں نے سد الذرائع اور اس کی اقسام کا خصوصی ذکر کیا ہے اور مقاصد کی ترتیب وتنسیق کا نہایت اہم کام سرانجام دیا۔ امام شاطبیؒ نے مقاصد شریعت کی بحث کو بام عروج پر پہنچایا اور مقاصد شریعت کے علم میں خوب شہرت حاصل کی۔ آپ نے مقاصد کو شارع اور مکلفین کے مقاصد میں تقسیم کیا۔ اس طرح اول الذکر کی چار انواع بیان کیں اور ثانی الذکر کے مقاصد کی اصلاح کے لئے بارہ مسائل ذکر کئے ہیں۔ آپ کے بعد شاہ ولی اللہ ابن عاشور، علال فاسی وغیرہ نے بھی مقاصد شریعت پر کام کیا۔ ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی نے انسانی عزوشرف، بنیادی آزادیوں، عدل وانصاف، ازالہ غربت وکفالت عامہ، سماجی مساوات اور دولت وآمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو بڑھنے سے روکنے، امن وامان اور نظم ونسق اور بین الاقوامی سطح پر باہم تعامل اور تعاون کو جدید مقاصد شریعت قرار دیا ہے۔

مقاصد شریعت اور اجتہاد بظاہر دو الگ الگ مضامین ہیں لیکن ان میں ایک گہری معنوی مناسبت پائی جاتی ہے۔ مقاصد سے مراد وہ بنیادی مقاصد اور اہداف ہیں جو شریعت اسلامی کے جملہ احکام میں بالواسطہ یا بلاواسطہ پیش نظر رہتے ہیں۔ ایک اعتبار سے شریعت اسلامی کی عمومی حکمت کے لئے مقاصد کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ مقاصد شریعت پر غور وفکر اور اس کے مختلف پہلوؤں کا آغاز اسی دن سے ہو گیا تھا جس دن اسلام کے احکام نازل ہونا شروع ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بہت سے احکام

کی کئی حکمتیں بیان فرمائیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے ان حکمتوں پر غور کیا اور بہت سے گوہر دریافت کئے۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال و ارشادات اور فتاوی میں ان حکمتوں کے بارے میں وقیع اشارے موجود ہیں۔

متقدمین فقہائے کرامؒ میں سے جن علماء نے بھی مقاصد شریعت پر کام کیا انہوں نے مقاصد شریعت کی کوئی باقاعدہ تعریف تو نہیں کی تاہم ان کے ہاں مقاصد شریعت کے معانی و مفاہیم واضح تھے۔بطور اصطلاح یہ لفظ اگرچہ بہت بعد میں استعمال ہوا، تاہم قدیم کتب فقہ کی عبارات پڑھنے سے مقاصد شریعت سے آگاہی ضرور ملتی ہے۔امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مصلحت اصل میں جلب منفعت اور دفع ضرر کا نام ہے اور یہی مخلوق کیلئے شرعی مقاصد ہیں۔ جن مقاصد کے حصول میں مخلوق کا فائدہ ہے۔ مخلوق کیلئے شرعی مقاصد پانچ ہیں اور وہ حفظ دین، حفظ جان، حفظ عقل، حفظ نسل اور حفظ مال کی حفاظت ہیں۔[۱] اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے الشیخ الیوبی لکھتے ہیں کہ یہاں امام غزالیؒ نے مقاصد کی باقاعدہ کوئی تعریف نہیں کی بلکہ مقاصد کی تعداد، ان کی رعایت اور ان کی محافظت سے متعلق عمومی انداز میں بات کی ہے۔[۲] سیف الدین الآمدیؒ فرماتے ہیں کہ "احکام شریعت کا مقصد جلب منفعت یا دفع ضرر یا جلب منفعت اور دفع ضرر دونوں کا مجموعہ ہے"۔[۳]

امام عزالدینؒ نے کہا ہے کہ درء المفاسد اور جلب المصالح میں مقاصد شریعت کے تتبع سے یہ بات ضرور حاصل ہوتی ہے کہ ان مصالح کا حصول اور ان مفاسد سے بچاؤ ضروری ہے اگرچہ اس بارے میں کوئی نص، اجماع اور خاص قیاس موجود نہ ہو۔[۴]

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں کہ احکام شریعت کا مقصد مفاد عامہ کی حفاظت ہے۔ مخلوق کے لئے مفاد تین طرح کا ہے۔ ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ۔ اور یہ کہ شارع کے احکام شریعت کا بنیادی مقصد اخروی اور دنیوی مصالح کا قیام ہے۔[۵] مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین اصولیین کی بعض تحریروں میں مقاصد کا مفہوم متعین کرنے کے لئے اشارات موجود ہیں۔ جہاں تک متاخرین کا معاملہ ہے تو انہوں نے مقاصد شریعت کی باقاعدہ اصطلاح استعمال کرتے ہوئے مقاصد شریعت کی متعدد تعریفات بیان کی ہیں۔سب کا انداز بیاں مختلف لیکن مقصود ایک ہے۔متاخرین میں سے مقاصد شریعت کے حوالے سے نمایاں نام اور ان کی بیان کردہ تعریفات درج ذیل ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(۱۱۱۰ھ -۱۱۷۶ھ) نے دین کے اسرار، احکام کی حِکَم اور ان کے حقائق، مخصوص اعمال کی حِکَم اور ان کے نکات کو علم مقاصد کا نام دیا ہے۔[۶]

علّال الفاسیؒ (۱۹۰۸ء - ۱۹۷۴ء) کے بقول شارع کی طرف سے احکام شریعت میں رکھی جانے والی حکمتوں کو مقاصد شریعت کہتے ہیں۔[۷]

الشیخ طاہر ابن عاشورؒ(۱۸۷۹ء- ۱۹۷۳ء) کے نزدیک شریعت کے عمومی مقاصد سے مراد وہ حکمتیں ہیں جو تمام یا اکثر احکام شریعت میں نظر آتی ہیں اور وہ احکام شریعت کی کسی خاص نوع کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتیں۔[۸] جبکہ شریعت کے خصوصی مقاصد شارع کے نزدیک وہ مطلوب طریقے ہیں جو لوگوں کے لئے مصالح نافعہ کو یقینی بنائیں تاکہ ان کے حصول کی کوشش کسی طرح بھی رائیگاں نہ جائے۔[۹] حقیقت میں یہ مقاصد شریعت کی تعریف نہیں کیونکہ تعریف میں ان تمام صورتوں کا تفصیلی بیان ضروری ہے جن میں مقاصد شریعت تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ محمد سعد الیوبیؒ نے اس تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن

عاشور نے جو شریعت کے عمومی مقاصد کی تعریف کی ہے وہ صرف شریعت کے عمومی مقاصد کو بیان نہیں کرتی بلکہ یہ مقاصد عامہ اور خاصہ دونوں کو شامل ہے۔ جبکہ شریعت کے خصوصی مقاصد والی تعریف، شریعت کے عمومی مقاصد کیلئے زیادہ مناسب ہے اور ان کا یہ قول کہ: هِيَ الكَيفِيَّاتُ المَقصُودَةُ لِلشَّارِعِ لِتَحقِيقِ مَصَالِحِ النَّاسِ النَّافِعَةِ مقاصد عامہ کی تعریف پر زیادہ صادق آتا ہے بالخصوص لفظ الکیفیات اس بات کا غماز ہے، اس سے مقاصد کی تعریف کی ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ اس کی جگہ الحِکم، الاھداف یا اس سے ملتا جلتا کوئی اور لفظ بیان کر دیتے تو یہ مقاصد سے لغوی مناسبت کی وجہ سے زیادہ بہتر تھا۔[10] ابن عاشورؒ کی بیان کردہ تعریف کے بارے عبد الرحمان کیلانیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عاشور نے مقاصد کی حقیقت کو بیان کیا ہے جبکہ تعریف عام طور پر جامع اور مانع ہوتی ہے اور الفاظ ایسے مخصوص ہوتے ہیں کہ جن سے مُعَرَّف کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔[11]

یوسف حامد العالم (۱۹۳۷ء - ۱۹۸۸ء) کہتے ہیں کہ احکام شریعت میں پائی جانے والی مصلحتوں کو شریعت کے اہداف کہتے ہیں اور شارع کے مقاصد تو وہ مصالح ہیں جو بندوں کو دنیا اور آخرت میں حاصل ہوتی ہیں خواہ ان کا تعلق جلب منفعت سے ہو یا دفع ضرر سے۔[12]

یوسف القرضاوی (۹ ستمبر ۱۹۲۶ء پیدائش) فرماتے ہیں کہ مقاصد شریعت وہ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی۔ رسول مبعوث کئے اور احکام کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ لہذا شریعت انسان کی مادی، معنوی، انفرادی اور اجتماعی مصالح کا خیال رکھتی ہے۔[13]

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی (۲۰۱۵ء-۱۹۳۲ء) کے بقول وہ غایات اور اہداف مقاصد شریعت ہیں جو شارع نے تمام احکام میں ملحوظ رکھے ہیں۔[14] گویا یہ تعریف ابن عاشور اور علال الفاسی کی تعریفات کا مرکب ہے۔

احمد الریسونی (۱۹۵۳ء پیدائش) کہتے ہیں کہ مقاصد شریعت سے بندوں کی مصلحت کے حصول کو یقینی بنانے کیلئے وضع کئے جانے والے مقاصد مراد ہیں۔[15] محمد سعد الیوبی نے اس تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تعریف الشیخ الفاسی کی تعریف سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن الریسونی نے صرف مقاصد خاصہ پر دلالت کرنے والے آخری حصے کو حذف کر دیا ہے۔ گویا اس نے مصالح عباد کے حصول کو یقینی بنانے کے عمومی مفہوم پر اکتفا کیا ہے۔[16]

محمد سعد الیوبی فرماتے ہیں کہ "مقاصد شریعت سے مراد وہ معانی اور حکمتیں ہیں جن کا شارع نے احکام شریعہ میں عموماً اور خصوصاً خیال رکھا ہے تاکہ بندوں کے مصالح کا حصول یقینی ہو سکے"۔[17]

مذکورہ بالا اصولیین کے حوالے سے مقاصد شریعت کی جو تعریفات بیان کی گئی ہیں ان سے درج ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں:

أ۔ متقدمین اصولیین نے احکام میں مقاصد رعایت کی ہے لیکن اس کے باوجود بطور اصطلاح اس کی تعریف نہیں کی حتی کہ شیخ المقاصد امام الشاطبیؒ نے بھی مقاصد شریعت کی کوئی باضابطہ تعریف نہیں کی اور اس کی وجہ الشیخ الریسونی نے یہ ذکر کی ہے کہ مقاصد شریعت خود واضح ہیں اس لئے انہیں ان کی تعریف ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور انہوں نے اپنی کتاب الموافقات فی اصول الشریعۃ علوم شریعت کے ماہرین کیلئے لکھی تھی۔[18] الیوبی نے امام شاطبیؒ کے مقاصد شریعت کی تعریف بیان نہ کرنے کے بارے لکھا ہے کہ انہوں نے حدود میں ایک خاص منہج کی بنیاد رکھی اور وہ اس کی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتے تھے بلکہ ان کا خیال تھا کہ مخاطب خود ہی تعریف سمجھ جائے گا۔[19]

ب۔متقدمین نے مقاصد کی تعریف پر توجہ دینے کی بجائے اپنے فقہی اجتہادات میں زیادہ تران مقاصد کے استحضار پر توجہ دی ہے۔
ج۔ مذکورہ بالا تمام تعریفات مقاصد شریعت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ایک دوسرے کی متقارب ہیں اور یہ تمام احکام شریعت سے شارع کے مقاصد کو بیان کرتی ہیں اس مفہوم کی ادائیگی کیلئے اصولیین نے مختلف الفاظ مثلاً معانی، حکم، اَہداف اور غایات استعمال کئے ہیں جبکہ سب کا مدلول ایک ہی ہے اور شریعت اسلامیہ کا مقصد مکلفین کیلئے مصالح کے حصول کو یقینی بنانا ہے اور یہ مصالح جلب منفعت یا دفع ضرر یا دونوں کے مجموعہ سے حاصل ہوتی ہیں۔
د۔ مقاصد شریعت کی ایک جامع تعریف ان الفاظ میں ہو سکتی ہے۔ مقاصد شریعت سے مراد وہ تمام حکمتیں ہیں جو تمام احکام شریعت میں شارع کو اپنے بندوں کیلئے مقصود ہیں۔

۲۔ مقاصد شریعت کا علم حاصل کرنے کے ذرائع

تمام فقہی مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ شریعت کا مقصد مصالح کو بروئے کار لانا ہے۔ چنانچہ شریعت اسلامیہ کے نصوص کا گہرے مطالعہ اوراحکام اوراحکام کے علل واسباب کے باعث ان مقاصد کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے۔ قانون سازی میں شارع کے مقاصد کا علم مندرجہ ذیل چار طریقوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے:
اَ۔ قرآن حکیم کے واضح احکام میں علت وحکمت بیان کردی گئی ہو۔
ب۔ فہم نصوص وشریعت اوراس سے علت وحکم کااستقراء۔
ج۔ سنت متواترہ اور صحابہ کرام ؓکا طرز عمل۔
د۔ احکام کا سماجی پس منظر۔

مقاصد شریعت کامطالعہ کرتے ہوئے فقہائے کرام کے پیش نظربالعموم دو فوائد رہے ہیں۔ اوّلاً احکام شریعت کا ایک باہم مربوط فہم اور ثانیاً نئے حالات اور نئے مسائل میں احکام شریعت کی دریافت۔ مقاصد شریعت، مصالح مرسلہ، اسرار شریعت، معانی اور حکم جیسے الفاظ سے تعبیر کیا جانے والا یہ تصور شروع ہی سے موجود رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جو حکم دیتے ہیں ان سے انسانوں کی بھلائی مقصود ہے۔ انسانوں کے اخروی اور دنیوی مفادات سامنے رکھ کر انہیں جو احکام دیے گئے ہیں ان میں سے بعض کے بارے میں قرآن و سنّت میں بتا دیاگیا ہے کہ ان سے کیا فائدے ہوں گے اور خاص کر دنیاوی امور سے متعلق امور میں، بعض پر غور کرنے سے ان کے فائدے سمجھے جا سکتے ہیں۔ یہ بات کہ ان مصالح اور مقاصد کو سمجھ کر بیان کیا جائے جن کا شارع نے لحاظ رکھا ہے دو اسباب سے اہم ہے۔ اوّل یہ کہ مقاصد شریعت کا بیان احکام شریعت کو ایک باہم مربوط اور واضح اہداف کے حامل نظام کے طور پر سمجھنا ممکن بنا دیتا ہے۔ مقاصد شریعت کادوسرااوروقت کے ساتھ جس کی اہمیت میں اضافہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ان نئے مسائل میں حکم شریعت معلوم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں جن کے بارے میں کوئی حکم موجود نہ ہو۔

۳۔ مقاصد شریعت کی اہمیت

مقاصد شریعت درحقیقت احکام شریعت اور مکلفین کے باہمی ربط کا اظہار ہیں، اس لئے کہ یہ احکام اور ان کی حکمتیں، حاکم اور

محکوم کے درمیان باہمی تعلق کو مستحکم اور دین اسلام کے محاسن کو نمایاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کو صرف اسی کے حق میں ثابت کرتے ہیں اور یہی دراصل سب سے بڑا مقصد اور حکم کی حکمت ہے، اور عبادت الٰہی ہی تمام غایات اور اہداف انسانی میں سب سے زیادہ قیمتی اور عظیم مقصد ہے۔ مقاصد شریعت کی اس خاص اہمیت کے پیش نظر اس بحث کو دو مطالب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اوّلاً جس کا تعلق صرف مجتہد کے ساتھ خاص ہے اور دوم جس کا تعلق غیر مجتہد سے ہے۔

مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کی اہمیت

مجتہدین، فقہاء اور قضاۃ کے لئے مقاصد شریعت کی اہمیت، ایسی گفتگو ہے جس سے مقاصد شریعت کی غرض وغایت، نتائج وثمرات اور اس علم کا جوہر نمایاں ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت میں ایک مجتہد کا کرداراور اس کی ذمہ داریاں اور اس علم کے مختلف اہم پہلو ذکر کرنے سے قبل مناسب ہے کہ مجتہد کے اعتبار سے مقاصد کی اہمیت پر بالعموم گفتگو کی جائے۔ وہ فقہاء کرام جنہوں نے اصول میں کتب تصنیف کی ہیں، وہ انہی شرائط کا تذکرہ کرتے ہین جن کا ایک مجتہد میں پایا جانا عموماضروری ہے، مثلا حفظ قرآن، آیات الأحکام کی معرفت، احادیث مبارکہ کا حفظ و فہم، لغت عربیہ اور اجماع وغیرہ کے علوم لیکن وہ مقاصد شریعت کے فہم کی شرط نہیں لگاتے۔ متقدمین میں سے بہت تھوڑے اصولیین نے مجتہد کے لئے اس شرط کا ذکر کیا ہے، جبکہ متاخرین میں سے فقہاء کرام کی اکثرّیت مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کے گہرے فہم اور ادراک کو اجتہاد کے لئے ضروری قرار دیتی ہے۔

مقاصد شریعت میں مہارت کی شرط محض ایک علامتی شرط نہیں ہے بلکہ اس سے مراد مجتہد میں ایسا فطری ملکہ کا ہونالازمی ہے جس کے ذریعے وہ شریعت کے مقاصد کا ادراک، شرعی احکام کا استنباط، اور نصوص شرعیہ میں سے اس کے چشموں کے اجراء کی طاقت رکھتا ہو۔ نیز مجتہدین ان مقاصد کو بطور اصول اور تقویم کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں تاکہ احکام الٰہی اور مقاصد شریعت ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ مقاصد شریعت کے اس پہلو کی اہمیت پر جن فقہاء نے توجہ کی ہے اور مجتہد کے لئے ان کے فہم کو ضروری قرار دیا ہے ان میں بالترتیب مندرجہ ذیل فقہائے کرام کے نام آتے ہیں۔

محمد بن ادریس حسن الشافعیؒ: کسی مسئلہ کا حکم معلوم کرنے کے لئے ادلہ تفصیلیّہ میں امام شافعیؒ کے گہرے غوروخوض اور طریق استدلال کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے امام جوینیؒ لکھتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے اپنی کتاب "الرسالۃ" میں بڑی خوبصورت ترتیب ذکر کی ہے۔ "جب کسی مسئلہ کا حل درپیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے کتاب اللہ کی نصوص میں تلاش کرے۔ اگر حکم پر دلالت کرنے والا ایسا حل مل جائے تو وہی مراد ہو گا۔ لیکن اگر نہ ملے تو متواتر احادیث کی نصوص میں تلاش کرے۔ اگر مسئلہ حل ہو جائے تو درست وگرنہ اخبار آحاد کی نصوص میں تلاش کرے۔ اگر مطلوب حکم ان مآخذ سے نہ ملے تو قیاس کی طرف جانے کی بجائے کلیات شریعت اور اس کے مصالح عامہ میں غوروفکر کر کے حکم لگائے"۔[20]

امام الجوینیؒ مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کی اہمیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ "شریعت کے مقاصد اور اس کے عمومی قواعد ہی وہ مخرج اور منبع ہیں جو لوگوں کو ظلم وستم سے بچاتے ہیں، کیونکہ ایسی صورت حال میں لوگ طلب انصاف کے لئے ایسے معتمد علیہ مفتی کی جانب رجوع کرتے ہیں جو انہیں درست راستے کی طرف گامزن کرتا ہے، اور ایسا مفتی اور مجتہد جو اوامر

ونوہی میں مقاصد شریعت کا خیال نہیں رکھتا وہ حقیقت میں شرعی بصیرت سے خالی ہوتا ہے"۔[۲۱]

امام الغزالیؒ لکھتے ہیں کہ "جس مجتہد نے احکام شرعیہ میں مقاصد شریعت کا لحاظ رکھا اسی نے حق کو پایا۔"[۲۲]

عزالدین بن عبدالسلامؒ فرماتے ہیں کہ "جو شخص مصالح کے حصول اور مفاسد کی روک تھام کے لئے مقاصد شریعت میں تتبع کرے گا تو اسے مجموعی طور پر نہ صرف اس کی معرفت حاصل ہوگی بلکہ یقین آجائے گا کہ اس مصلحت کا حصول اور مفسدات سے بچاؤ ضروری ہے۔ اگرچہ اجماع، نص یا قیاس وغیرہ سے اس کی تائید نہ بھی ہو۔ اگر مجتہد شرعی مقصد کو سمجھ جائے تو پھر یہ اس کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ اور یہ کہ مفاسد کی معرفت اور ان دونوں کے مابین ترجیح دینے کی صلاحیت صرف اس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جسے شریعت اور اس کے مقاصد کے فہم میں خوب مہارت اور تجربہ ہو۔ "[۲۳]

تقی الدین ابن تیمیہؒ نے بھی مجتہد کے لئے علم مقاصد شریعت کی شرط عائد کی ہے۔ آپ نے مجتہد کے لئے صرف احکام شریعہ کے مقاصد کی معرفت پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس کے لئے حوادث کونیّہ اور افعال ربانیّہ کے مقاصد اور علل معلوم ہونے کی شرط بھی عائد کی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ "آج تک مجھے صحابہؓ کا کوئی اختلافی قول ایسا نہ مل سکا جس کی بنیاد قیاس پر نہ ہو،۔ جب کہ قیاس صحیح اور قیاس فاسد کا علم عظیم الشان علوم میں سے ہے۔ اور اسے ہر وہ شخص جانتا ہے جو شریعت کے اسرار و رموز، مقاصد اور شریعت اسلام کے لاتعداد محاسن، دنیا اور آخرت میں انسانوں کے مصالح ان کی حکمت بالغہ اور کامل ترین رحمت اور مکمل عدل سے واقف اور بہریاب ہو۔ "[۲۴] آپؒ مقاصد شریعت کی مہارت، گہری بصیرت اور تدبر کو شاندار علوم میں شمار کرتے ہیں جس سے ہر عالم کو مزیّن ہونا چاہیے، تاکہ وہ صحیح اور قیاس فاسد کے مابین امتیاز کر سکے۔ بلکہ آپ تو حکمت شریعت کی معرفت اس کے مقاصد و محاسن کو خاص دین کی فقاہت سمجھتے ہیں۔ [۲۵]

امام ابن تیمیہؒ اس ضرورت پر بہت اصرار کرتے ہیں کہ ایک عالم دین کو رسول اللہ ﷺ کی مراد اور مطالب کا خوب فہم حاصل ہو، اور اقوال رسول ﷺ کی بصیرت سے آراستہ ہو، اور اس علم پر دسترس ہو جسے امت میں شرف قبولیت ملی۔ اور جس کے ذریعے خلفائے اربعہ نے خلافت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور جو شخص مرتبہ اجتہاد میں خلفاء کے مقام پر پہنچنا چاہتا ہو تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنے اندر مقاصد کی معرفت کا ملکہ اور صلاحیت پیدا کرے۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ کتاب وحکمت کا علم فرض کفایہ ہے۔ ہر شخص کے لئے ضروری نہیں کہ وہ کتاب اللہ کے الفاظ اور معانی کا عالم ہو۔ اور تمام حکمتوں سے واقف ہو۔ لیکن اس کے مخاطب تمام اہل ایمان ہیں اور علم کا حصول ان کے لئے لازم ہے۔ جیسا کہ اہل ایمان کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے، جب کہ وجوب علم کا حکم تو جہاد کے وجوب سے پہلے آیا تھا اور اس میں تاکید بھی تھی، اور کتاب اللہ کا علم ہی درحقیقت جہاد کا اصل ہے۔ اگر کتاب اللہ میں اس کی تعلیم نہ ہوتی تو اہل ایمان کو معلوم نہ ہو سکتا کہ کس سے لڑائی کریں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان کو جہاد کے حکم سے پہلے علم کے حصول کا حکم دیا گیا۔ جہاد تو دین کی کوہان اور اس کی فرع ہے اسی سے دین کی تکمیل ہوتی ہے، جب کہ کتاب اللہ کا علم دین کا اصل اور اس کی اساس ہے۔ رسالت کا مقصد تو واجبات اور مستحبات دونوں کی اکٹھی تعلیم دینا ہوتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ کتاب اللہ کی تلاوت توجہ سے سننا اور اس پر ایمان رکھنا، اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا اور حلال کردہ اشیاء کو حلال جاننا اس کے محکمات پر عمل کرنا اور متشابہات پر

ایمان لانا ہر شخص پر واجب ہے۔ تلاوت قرآن کا تذکرہ اس آیت مبارکہ میں مذکور ہے:

﴿الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلاَوَتِهِ أُوْلَـئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَمن يَكْفُرْ بِهِ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ﴾۔[۲۶]

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جو لوگ کتاب الٰہی کی تلاوت کا حق ادا کریں گے وہی ایمان والے ہیں۔ لیکن جہاں تک سوال قرآن حکیم کو مکمل حفظ کرنے اور اس کے تمام معانی سمجھنے اور تمام احادیث کا علم حاصل کرنے سے متعلق ہے تو یہ ہر شخص پر واجب نہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق قرآن کا کچھ حصہ حفظ کرے اور اس کے معانی سمجھے اور بقدر ضرورت سنت کا علم بھی حاصل کرے۔ کیا مکمل قرآن کی تلاوت سننا واجب ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے، لیکن اتنا سا علم جو کہ ہر مسلمان پر واجب ہے اسے کتاب وحکمت کا اس طرح مکمل علم نہیں کہا جا سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ اور امت کو سکھایا۔ بلکہ وہ حقیقی علم تو اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالی کے نازل کردہ الفاظ، معانی اور مقاصد کی معرفت حاصل نہ ہو۔[۲۷]

مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ:

أ۔ امام ابن تیمیہؒ مقاصد شریعت کے علم کو دین کا اصل اور اس کی اساس سمجھتے ہیں۔

ب۔ یہ کہ شرعی احکام، واجبات ومستحبات کا مقصد ہی شریعت کے مقاصد ہیں۔

ج۔ کتاب وسنت کے علم میں کمال اور مہارت مقاصد شریعت کی تفہیم اور اس کے ثمرات کے ادراک کے بنا ممکن نہیں ہے۔

د۔ دین میں رتبہ امامت اور درجہ اجتہاد تک پہنچنے کے لئے علم مقاصد بنیادی شرط کی حیثیت رکھتا ہے۔

امام ابن القیمؒ نے بھی مقاصد شریعت کی اہمیت پر بہت زور دیا اور مجتہد کے لئے اس علم کو نہ صرف ضروری خیال کیا بلکہ مقاصد کو اس کی شرائط میں داخل کیا، کہ قیاس صحیح اور قیاس فاسد کا علم عظیم الشان اور شاندار علوم میں سے ہے۔ اور قیاس صحیح اور فاسد کے مابین فرق صرف وہی شخص کر سکتا ہے جسے شریعت کے اسرار اور مقاصد معلوم ہوں۔ نیز دنیا و آخرت میں اسلامی شریعت جن محاسن، مصالح، اور حکمت بالغہ پر مشتمل ہے۔ اس سے بھی واقف اور تجربہ کار ہو۔[۲۸] آپؒ نے اعلام الموقعین میں ایک بہت عمدہ فصل اسی موضوع پر تحریر کی کہ دنیا اور آخرت میں شریعت کی بنیاد انسانوں کے مصالح پر مشتمل ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ فصل بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ جہالت کی وجہ سے شریعت اسلامیہ میں بہت سی غلط باتیں در آئی ہیں۔ جس نے تنگی، مشقت اور تکلیف مالا یطاق پیدا کر دی ہیں۔ حالانکہ صاف شفاف شریعت جو مصالح کے اعلی مراتب پر فائز ہے اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ شریعت اسلامیہ کی بنیاد اور اساس دنیا اور آخرت میں انسانوں کے مصالح اور حکمتوں پر مبنی ہے۔[۲۹]

ابو اسحاق الشاطبیؒ بھی ان معروف علمائے میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کے فہم کی شرط عائد کی ہے:

"وہی شخص مرتبہ اجتہاد پر فائز ہو سکتا ہے جو دو صفات سے متصف ہو۔ اوّلاً مقاصد شریعت کا کامل فہم۔ ثانیاً فہم مقاصد شریعت کی بنیاد پر استنباط احکام کی صلاحیت"۔[۳۰]

آپؒ مزید فرماتے ہیں کہ جب انسان تمام مسائل شریعت میں شارع کے قصد کو سمجھنے کے قابل ہو جائے تو وہ احکام الٰہی کی

تعلیم اور افتاء میں نبی کریم ﷺ کے خلیفہ کے قائم مقام بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک مجتہد عالم مقاصد شریعت کو سمجھنے کے باوجود ان سے غفلت برتے تو وہ اپنے اجتہاد میں غلطی کا ارتکاب کرے گا۔

محمد طاہر ابن عاشورؒ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مقاصد کی اہمیت کو اجاگر کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا آپ کے نزدیک فقہاء کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ شرعی مسائل کی ظاہر اور خفیہ علتوں اور مقاصد سے بخوبی واقف ہوں اور ایک فقیہ کے لئے اس علم کو ضروری قرار دیا۔[۳۱]

علال الفاسیؒ مقاصد شریعت کی ضرورت واہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقہ اسلامی میں قانون سازی اور قضاء کا انحصار جن چیزوں پر ہے اسے سیر اب کرنے کیلئے مقاصد شریعت ہی ہمیشہ سے منبع اور مرجع رہے ہیں۔[۳۲]

محمد نجات اللہ صدیقی اجتہاد میں مقاصد شریعت کی ضرورت و اہمیت کے حوالے سے اپنے پیش روؤں پر اس حوالے سے سبقت لے گئے ہیں کہ انہوں نے ہر خاص وعام کو اجتہاد کی اجازت دے دی ہے۔ مزید یہ کہ آپ نے عمومی مقاصد کو نصوص پر بھی ترجیح دی ہے۔ اجتہاد میں مقاصد شریعت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> مقاصد شریعت کے بیان سے دو فائدے پیش نظر رہے ہیں: احکام شریعت کا ایک باہم مربوط فہم اور نئے حالات میں نئے مسائل میں احکام شریعت کی دریافت۔ ہم یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ آج کل مسلمانوں کو جن حالات سے گزرنا پڑ رہا ہے، خاص طور پر معاشی معاملات، ملکی سیاست اور بین الاقوامی تعلقات میں انھیں جو نئے مسائل در پیش ہیں ان میں رہنمائی کے لیے مقاصد شریعت کی ایک وسیع تر فہرست کی ضرورت ہے۔ فہرست مقاصد میں توسیع کا جو رجان پہلے سے موجود تھا وہ اب قوی تر ہو گیا ہے۔ روایتی فہرست: دین، جان، عقل، نسل اور مال کے ساتھ انسانی شرف و عزّت، آزادی اور انفرادی حقوق، امن و امان اور نظم و نسق، ازالۂ غربت اور کفالت عامہ، دولت و آمدنی کی تقسیم میں پائی جانے والی ناہمواری کو کم کرنا اور بین الاقوامی سطح پر پُر امن تعامل جیسے مقاصد کا اضافہ مناسب ہو گا۔ آخر میں اس بات پر زور دیا جائے گا کہ مقاصد شریعت کے اس بیان سے اسلامی تحریکوں کو اپنی ترجیحات مقرر کرنے میں مدد ملے گی اور مسلمان افراد گروہوں اور حکومتوں کو اپنے طرز عمل اور پالیسیوں کی از سر نو تحدید و تعیین میں آسانی ہو گی۔[۳۳]

مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کے فہم کی ضرورت کی وجوہات

مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کے فہم کی ضرورت اس قدر کیوں ہے کہ موجودہ دور کا ہر فقیہ اس علم پر غور و فکر کر رہا ہے۔ فقیہ کے لئے اس علم کی ضرورت کو مذکورہ ذیلی عناوین کے تحت واضح کیا گیا ہے۔

۱۔ غیر منصوص واقعات سے متعلقہ احکام کی پہچان۔
۲۔ نصوص کی تفسیر اور ان کے دلائل کا فہم۔
۳۔ باہم متعارض دلائل کے مابین ترجیح اور تطبیق۔
۴۔ احکام شریعت میں اعتدال اور توازن کا قیام اور عدم اضطراب۔
۵۔ احکام شریعت کو زماں و مکاں کے مطابق سمجھنا۔

غیر منصوص واقعات سے متعلقہ احکام کی پہچان

مجتہد نئے پیش آمدہ غیر منصوص واقعات میں حکم جاری کرنے کے لئے مجتہد قیاس، استحسان، استصلاح اور دیگر خارجی مآخذ کے ذریعے انتہائی کوشش کے ساتھ شریعت کے اہداف و مقاصد کو تلاش کرتا ہے اور انہی مقاصد کو معیار اور میزان بنا کر فتویٰ دیتا ہے۔[۳۴] چونکہ معاشرہ ہمیشہ ایک مستقل حالت پر قائم نہیں رہتا اور اس میں ارتقائی تبدیلیوں کی وجہ سے نت نئے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ چونکہ دین اسلام ایک عالمگیر اور ابدی دین ہے اس لئے اس میں ہر قسم کے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ مقاصد شریعت کا علم مجتہد کے لئے شریعت کا دائرہ وسیع تر اور اس کے لئے الفاظ کی خصوصیات اور مقاصد شریعت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے تاکہ شریعت تمام نئے اور پیش آمدہ مسائل کے حل کی گنجائش سے لبریز نظر آئے۔[۳۵]

اسی سے شریعت اسلامیہ کو جامعیت، ثبات اور دوام حاصل ہوتا ہے۔ شریعت اور شرعی احکام کا یہ ادراک صرف ان لوگوں کو حاصل ہو سکتا ہے جو مقاصد میں گہری بصیرت رکھتے ہیں اور کلیات کو محکم بناتے ہیں اور پھر اس کے مابین احکام میں غور و فکر کرتے ہیں۔[۳۶] اجتہاد کے دائرہ کار کی وسعت اور زندگی کے تمام شعبوں میں اس کے نشیب و فراز کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں مقاصد شریعت کو ایک گونا گوں کی حیثیت حاصل ہے اور انہیں مقاصد کی وجہ سے فقہ اسلامی تقلیدی لبادہ اور جمود سے آزاد ہوگئی۔ اور اکثر و بیشتر جدید مسائل کے حل کی طرف پیش رفت ہونے لگی ہے، نیز عالم اسلام جن مختلف انواع کے مسائل سے دوچار ہے، کثرت سے ان کے حل ہونے کا یقین ہونے لگا ہے۔ اجتہاد کا دروازہ اس وقت تک مستقل کھلا رہے گا جب تک انسانی زندگی اور مختلف معاشروں کی حرکت پذیری، زمان و مکاں، حالات اور عرف میں نشو و نما اور ارتقاء کا عمل بدستور جاری رہے گا۔ لہذا اس دوران اجتہاد مقاصدی اور احکام شریعت سے جدید مسائل کا حل دین اسلام کے دائمی ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔[۳۷]

مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کی معرفت اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ مقاصد ہی تمام زمانوں اور نسل انسانی کے لئے احکام شریعت کے دوام کی ضمانت دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی بارے میں فقہاء نے کلیات شرعیہ یعنی ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ کو ملحوظ رکھنے کی ضروت کو اجاگر کیا ہے۔ مجتہد کے لئے ان مقاصد شریعت کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قیاس کا تمام تر دارو مدار علل کے اثبات پر ہے۔ علل کو ثابت کرنے کے لئے کبھی مقاصد کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ مناسب تخریج مناط اور تنقیح مناط میں مقاصد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے حکمت کے لئے علت کو ضابطہ مقرر کیا ہے۔[۳۸]

امام قرافیؒ نے اس ضمن میں تین کیفیات کا ذکر کر کے دوسری کیفیت میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر طالب علم کو فروعات میں اپنے امام کے تمام علوم اور اصولوں پر مکمل اور درست دسترس نہ ہو، اور اس کے سامنے کوئی مسئلہ پیش آئے تو اسے چاہیے کہ وہ محض اپنی یاداشت سے اس کی تخریج نہ کرے، اور یہ نہ کہے کہ یہ مسئلہ فلاں مسئلہ کے مشابہ ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنا تو صرف ایسی صورت میں ہی درست ہو سکتا ہے جب اسے اپنے امام کے تمام اصول و ضوابط، دلائل، قیاسات اور ان علتوں کی معرفت جن پر وہ اعتماد کرتے تھے یاد ہوں، نیز علل کے درجات کی معرفت، اور مصالح شرعیہ کی طرف ان کی نسبت پر بخوبی دسترس حاصل ہو۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام کے مذہب میں غور و فکر کرنے والے اور اس کے

اصولوں پر تخریج کرنے والے کی اپنے امام اور مذہب کی طرف نسبت ایسی ہے جیسے شریعت کی اتباع نصوص اور اس کے مقاصد کی تخریج میں امام کی صاحب الشرع کی طرف نسبت ہوتی ہے، نیز مسائل کی تخریج صرف اسی شخص کیلئے جائز ہے جو قیاس اور علل کے احوال کی تفصیلات مصالح کے درجات اور قواعد کی شروط کا عالم ہو۔[۳۹]

امام قرافیؒ کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ مجتہد کے لئے جدید مسائل اور نئے پیش آمدہ واقعات کے حل کے ضمن میں مقاصد کی شرط لگاتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے مسائل میں فتوی مقاصد شریعت اور دین کے مصالح کی روشنی میں ہی دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ایک فقیہ جو جدید مسائل میں کوئی حکم لگاتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ شریعت کے عمومی مقاصد سے واقف ہو۔

نصوص کی تفسیر اور ان کے دلائل کا فہم

صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؒ نصوص شریعت کو سمجھتے تھے اور اپنے عربی ذوق کے مطابق اس کے مقاصد کا ادراک بھی رکھتے تھے۔ لہٰذا وہ فہم نصوص اور استنباط احکام کے لئے منضبط قواعد کے محتاج نہ تھے۔ لیکن ان کے بعد جب لوگوں کے عربی ذوق میں تساہل اور ضعف واقع ہونے لگا اور لوگوں کے لئے مقاصد شریعت کا ادراک مشکل ہو گیا تو ایسے اصول و قواعد کی تشکیل ضروری ہو گئی جن سے احکام کے استنباط میں مدد لی جاسکے۔[۴۰] اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شارع کا اپنے احکام سے مقصود نہ صرف عبادت کو واجب کرنا ہے بلکہ مخلوق کے مصالح اور ان سے ممکنہ فساد کے روک تھام کو بھی یقینی بنانا ہے۔ پھر جب نصوص شرعیہ، تفسیر یا توضیح کی محتاج ہوں تو ان نصوص کی تفسیر ان مصالح اور مقاصد کی روشنی میں کی جائے گی جن کو ثابت کرنے کے لئے وہ نصوص بیان ہوتی ہیں اور ان حکمتوں کو مد نظر رکھا جائے گا جن کی وجہ سے وہ نصوص وارد ہوئی ہیں۔ اس سلسلہ میں احکام شرع میں ان معروف شرعی عادات کو ملحوظ رکھا جائے گا اور روح شریعت، منصوص علل اور مستنبط احکام سے مدد لی جائے گی۔ پھر جب وہ حکمت اور مصلحت معلوم ہو جائے تو اس کی روشنی میں نص کی تفسیر کی جائے گی اور اسی حکمت کی اساس پر اس نص کی غرض وغایت کا تعین کیا جائے گا۔[۴۱]

شرعی نصوص کے فہم اور الفاظ کے مدلولات کے دائرہ کار اور معانی کی معرفت کے لئے مقاصد شریعت بہترین معاون اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ تاکہ اس کا معنی مقصود متعین ہو سکے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ الفاظ اور عبارات کے متعدد معانی ہوتے ہیں اور اس کے مدلولات بھی مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا یہ مقاصد، شارع کے معنی مقصود کو متعین کرتے ہیں۔

باہم متعارض دلائل کے مابین ترجیح اور تطبیق

بلاشبہ شریعت محمدی ﷺ الہام پر مبنی ہے اور اس میں قطعاً کوئی تعارض نہیں ہوتا، لیکن بسا اوقات بظاہر دیکھنے والے کو احکام اور دلائل شریعت کے مابین تعارض نظر آتا ہے۔ اس ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لئے مجتہد مقاصد شریعت سے مدد لے سکتا ہے۔ اگر کسی مجتہد کا دل کسی دلیل پر مطمئن ہو جائے تو وہ اس کے مطابق پیش آمدہ مسئلہ میں حکم کی تطبیق کرے گا۔ لیکن اگر اسے بحث و تحقیق کے بعد کوئی دوسری دلیل اس کے معارض مل جائے تو وہ ان دونوں کے مابین تطبیق اور موافقت کی کوشش کرے گا یا ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دے گا اور مقاصد شریعت اس سلسلے میں اس کی درست راہنمائی کریں گے۔[۴۲]

گویا کہ مقاصد شریعت مسلمانوں کے درمیان باہمی اختلافات کو کم کرنے، مختلف مذاہب کو قریب لانے اور باہمی نزاع اور

جھگڑوں کا سد باب کرنے کا ذریعہ ہیں نیز اس کے ذریعے مسلمانوں کے مابین تعصب کا خاتمہ اور حق کی آبیاری ممکن ہے۔[۴۳]

احکام شریعت میں اعتدال اور توازن کا قیام اور عدم اضطراب

مجتہد اور فقیہ کے لئے لازم ہے کہ وہ مقاصد شریعت کو اپنا نصب العین بنائے تاکہ ہر وقت مقاصد شریعت کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوئے اس کی روشنی میں عدل و انصاف حق و صداقت تک رسائی ممکن ہو۔ یہ مقاصد شریعت ہی وہ محکمات ہیں جن کی طرف متشابہات لوٹتے ہیں اور وہ کلیات ہیں جن کی طرف جزئیات لوٹتی ہیں۔[۴۴] اور احکام شریعت اعتدال و توازن پر قائم رہتے ہیں۔ مقاصد شریعت ہی دراصل وہ حکمت و دانائی ہے جسے حدیث مبارکہ میں مومن کی گمشدہ متاع کہا گیا ہے ایک مجتہد کی گمشدہ میراث ہیں، جہاں بھی اسے ملے وہی ان کا زیادہ حقدار ہے۔[۴۵] اس لئے کہ وہ ان کی روشنی سے مسائل کی پیچیدہ راہوں میں اپنی منازل کو آسان بناتا ہے اور ان کے سائبان سے سایہ حاصل کرتا ہے۔ جزئیات میں تدبر کرتے ہوئے یہ مقاصد شریعت مجتہد کی نگاہوں سے فراموش نہیں ہوتے۔ یہ اس کے لئے مضبوط فصیل اور مستحکم قلعہ ہیں، جن کی موجودگی میں مجتہد حق بات کو اور شارع کی مراد سے انحراف نہیں کر سکتا۔

احکام شریعت کو زماں و مکاں کے مطابق سمجھنا

اسلام دین فطرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطرت پر پیدا کیا ہے، اسی لئے اسلام نے احکام شریعت کے سلسلہ میں زمان و مکاں اور حالات وواقعات کا خاص خیال رکھا ہے اور اس میں انسانی استطاعت کو بھی فراموش نہیں کیا، قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد وارد ہے کہ جو بھی حکم انسانی قوت برداشت و تحمل سے متجاوز ہو وہ اس کا مکلف نہیں ہے: ﴿لا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً إِلاَّ وُسْعَهَا﴾۔[۴۶] یعنی ﴿اللہ تعالیٰ کسی بھی ذی روح کو اس کی استطاعت اور برداشت کے مطابق مکلف بناتا ہے﴾۔

اس پس منظر میں مجتہد نصوص شریعت کے درست فہم اور واقعات پر ان کی تطبیق کے لئے مقاصد شریعت کے علم کا محتاج ہے۔[۴۷] اس کے لئے شریعت کے مصالح کی رعایت تبھی ممکن ہو سکتی ہے جب عرف عام اور مکلفین کی عادات و اطوار کا درست علم حاصل ہو۔[۴۸] نصوص شریعت کی تبدیلی کا احوال و اعراف کے ساتھ گہرا تعلق اور ربط ہے اس لئے کہ ایک مسلمان تبدیلی احوال میں انتشار اور فتنہ سے بچ جاتا ہے کیوں کہ اس کے لئے حالات کے مطابق احکام موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا مقاصد شریعت کی روشنی میں مجتہد حالات وواقعات کے مطابق درست فیصلہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

غیر مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کی اہمیت

غیر مجتہد سے مراد عام مسلمان ہیں اور امت مسلمہ کے تمام افراد بالعموم اس میں شامل ہیں۔ لیکن ابن عاشورؒ کہتے ہیں کہ عام مسلمانوں کو مقاصد معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ کام صرف مجتہد کا ہے۔ کیوں کہ یہ ایک دقیق اور پیچیدہ علم ہے اس لئے ایک عام مسلمان کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے کہ وہ مقاصد شریعت جانے بغیر احکام شریعت پر عمل کرے۔ کیوں کہ وہ اس بات کی اہلیت ہی نہیں رکھتا کہ وہ مقاصد کی گہرائی اور گیرائی سے واقف ہو سکے۔ اسے چاہیے کہ وہ دوسرے افراد کے لئے یہ میدان چھوڑ دے کہ وہ اپنے علم شرعی کی استعداد کے مطابق شرعی مقاصد معلوم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ عام مسلمان ایسے مقاصد کا انتخاب کر لیں جو حقیقت میں مراد نہ ہوں اور نتیجہ اس کے برعکس آجائے۔[۴۹] ڈاکٹر یوسف العالمؒ نے بھی اس بارے

میں ابن عاشورؒ کی اتباع کی ہے اور ابن عاشور کی آراء پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔[۵۰]
ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی تخلیق اور احکام شریعت میں حکمتوں کی معرفت حاصل کرنے سے انسان عاجز ہے۔ بسا اوقات اس کا حصول بعض کے حق میں نقصان دہ بن جاتا ہے، اس شخص کے اعتبار سے جن کی عقل اور دینی حالت کمزور ہو جب کہ بعض دوسروں کے لئے فائدہ مند بن جاتا ہے۔[۵۱] ایک عام اور سادہ مسلمان کے لئے مقاصد شریعت کے حسب ذیل پہلو ہیں:

تخلیق انسانی کے مقاصد کی تکمیل

اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانی کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾۔[۵۲]
جس طرح انسان تکوینی اعتبار سے اللہ تعالی کے بندے ہیں وہ مقاصد شریعت کا عرفان حاصل کر کے شرعی اور عینی اعتبار سے بھی اللہ تعالی کے بندے بن جاتے ہیں۔ عزالدین عبد السلامؒ اپنی کتاب، قواعد الاحکام، کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کتاب کی تالیف کا مقصد طاعات، معاملات اور ان تمام تصرفات کا بیان کرنا ہے جن کے حصول کی انسان کوشش کرتا ہے۔ اسی طرح تمام ایسے مخالفقاصد کا بھی بیان کرنا مقصود ہے جن سے انسان کا اجتناب کرنا ضروری ہے۔ تمام عبادات کی مصلحتوں کو بیان کرنا مقصود ہے تا کہ انسانوں کو ان کی معلومات حاصل ہوں، اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کن مصالح کو دیگر سے مقدم کرنا اور کن مفاسد کو دور کرنا ضروری ہے۔ اور اس بات کی بھی توضیح وتشریح کی جائے کہ کون سے اعمال کا بجا لانا انسانی طاقت میں ہے اور وہ کون سے امور ہیں جن کے کرنے کی انسان میں قدرت نہیں۔ کل شریعت اسلام بھلائیوں کی طلب کا نام ہے خواہ یہ بھلائیاں مفاسد دور کر کے حاصل ہوں یا مصالح حاصل کر کے۔ اگر اللہ تعالی کا فرمان یا ایھاالذین آمنوا پر غور کریں تو اس ندا کے بعد آنے والے الفاظ یا تو کوئی نیکی کی بات ہو گی جس کے اختیار کرنے کی ترغیب دلائی جارہی ہو گی، یا پھر کسی شر کا ذکر ہو گا جس سے بچنے کی تنبیہ کی جارہی ہو گی یا پھر ترغیب وترہیب دونوں کو اکٹھا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں بعض احکام شریعت کے مفاسد بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ تا کہ ان سے اجتناب کیا جائے اور بعض احکام کے مصالح کی خوب تصریح کی ہے، تا کہ انہیں اختیار کرنے کی ترغیب دلائی جائے۔[۵۳]

شارع مقاصد کے موافقت

احکام کی بجا آوری میں مکلّفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ شارع کے مقاصد تلاش کریں یہ کوشش کریں کہ ان کا مقصد شارع کے قصد سے موافق ہو تا کہ اس کے اپنے مقاصد شارع کے مقاصد کے تابع ہوں اور ان کے مطابق عمل کریں۔ اس سے سر موانحراف کرنا یا حیلہ سازی اختیار کرنا اور ٹال مٹول کرنا درست نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے پریشان کن نتائج، تکلیف دہ نقصانات اور بہت سے مفاسد کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور وہ اپنے نفس کو ایسے مقامات پر پہنچا دے گا جہاں مذمت ہی مذمت ہو گی اور کوئی تعریف نہ ہو گی وہاں ثواب کی بجائے گناہ کا حقدار ٹھہرے گا۔[۵۴]

عقائد اسلام کی پختگی

مقاصد شریعت کی معرفت، عام مسلمان کے دل میں اسلامی عقائد کی پختگی اور ایمان میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ جب مقاصد کی بات ہوتی ہے یا حکمت تشریع کا سوال ہمارے سامنے آتا ہے تو ہمیں یہ بات نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم شریعت کے احکام پر

صرف اس لئے مانتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان احکام کو ماننے کا حکم دیا ہے۔ اگر اللہ اور رسول ﷺ پیش نظر احکام شریعت کی کوئی بھی حکمت نہ بھی ہوتی تو ہم ان احکام کے ماننے کے اسی طرح پابند ہوتے جیسے اب پابند ہیں۔ حکمت کی معرفت اور مصلحت کی دریافت اگرچہ ایمان کی پختگی کی شرط نہیں ہے۔ اگر ہم حکمت جانتے بھی ہوں تو اس سے پیش نظر ایمان میں مزید اضافہ اور پختگی اور شریعت کے احکام پر اطمینان قلبی سے عمل درآمد ہی مقصد ہونا چاہئے۔ اگر حکمت سمجھ میں آجائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس سے ایمان میں مزید پختگی آجانی چاہئے اور اگر حکمت سمجھ میں نہ آئے تو اس کو اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی سمجھنا چاہئے۔

احکام شریعت کی مصلحتوں سے واقف ہونے کی کوشش کرنا اور اللہ تعالیٰ کے فرمودات اور احکام کی حکمتیں جاننے کی خواہش ہونا اللہ کے مقرب اور نیک انسانوں کا طریقہ رہا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں تو ارشاد ہوا کہ کیا تم ایمان نہیں رکھتے۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا بلاشبہ ایمان رکھتا ہوں لیکن یہ سوال اس لئے کیا کہ میرے دل کو مزید اطمینان حاصل ہو جائے۔[۵۵] انسان کا مزاج یہ ہے کہ وہ بہت سی یقینی اور قطعی چیزوں پر پختہ ایمان رکھتا ہے لیکن جب وہ ان کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیتا ہے تو اسے مزید اطمینان ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر وہبہ الزحیلی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا عقائد اسلام پر غیر متزلزل ایمان ہے اور دین و شریعت میں اللہ تعالیٰ کو ہی کافی سمجھتا ہے اور اسی سے استعانت اور نصرت طلب کرتا ہے، احکام شریعت پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی مخالفت سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے وہ شرعی احکام چھوڑ کر کسی اور چیز کا متلاشی نہ ہو اس کے نتیجے میں شریعت الٰہیہ سے محبت میں اضافہ ہو گا اور دینی استحکام پیدا ہو گا، اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ جس سے اس عام مسلمان کو دین اسلام اختیار کرنے پر فخر محسوس ہو گا، اسی میں ہی وہ وقار پائے گا۔[۵۶]

داعی الی اللہ کے لئے

ایک داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے مقاصد شریعت تسلسل سے بیان کرتا رہے تاکہ لوگ دین الٰہی کی طرف میلان، شریعت اسلامیہ کی ترغیب، احکام شریعت کا شوق، عملی زندگی میں ان کی تطبیق اور پابندی، کامل ترین شکل میں کر سکیں، اس لئے کہ انسانی طبیعت ایسی چیزوں کو پسند کرتی ہے جس سے اسے فائدہ ہو۔ انسان کا دل اور ضمیر ایسے ہی احکام کی طرف مائل ہوتا ہے جس کی ادائیگی کا طریقہ واضح اور فطرت انسانی کے قریب تر ہو۔ اور اس کے فوائد بھی نمایاں ہوں۔ انبیاء و رسل علیہ السلام کی کاوشیں انہی مقاصد کے حصول کے لئے صرف ہوئیں۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گا کہ نماز تو یقیناً برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے اور اس کی ادائیگی سے سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے تو وہ یقیناً نماز کی پابندی کریں گے۔ اور جب یہ واضح ہو کہ یاد الٰہی سے دلوں میں خشوع اور طمانیت پیدا ہوتی ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُم بِذِكْرِ اللّٰهِ أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾[۵۷] کے بعد اللہ کو خوب یاد کریں گے۔ جب لوگوں کو یہ بتایا جائے گا کہ بے حیائی مسلمانوں کے مابین فساد پھیلاتی ہے اور اس سے خانگی معاملات بگڑ جاتے ہیں، تو جب انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿زنا کے قریب مت جاؤ کیوں کہ اس سے فحاشی پھیلتی ہے اور یہ انتہائی برا عمل ہے﴾[۵۸] سنایا جائے گا تو وہ زنا سے رک جائیں گے۔

امام شوکانیؒ دعوت دین کے میدان میں مقاصد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایک داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلے جو دعوت وارشاد کے سلسلہ میں تنگی اور مشکل کی بجائے آسانی، نفرت کی بجائے بشارت اور الفت و محبت اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کو ہمیشہ ملحوظ رکھے۔ فرقہ بندی اور اختلاف سے نفرت کرے، کیوں کہ باہمی الفت و محبت سے مصالح کا حصول اور مفاسد کی روک تھام ہوتی ہے۔ جب کہ فرقہ بندی، انتشار و اختلاف سے اس کے برعکس نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ شارع کی شریعت پر راضی ہونے والے عالم کو چاہیے کہ مکارم اخلاق کی تکمیل کرتے ہوئے اپنا سب سے بڑا مقصد لوگوں کے لئے مصالح دینیہ کا حصول اور دفع مفاسد کو بنائے تو ایسا شخص داعیان مسلمین میں سے سب سے زیادہ فائدہ مند اور رب العالمین کے دلائل و براہین کے حاملین میں کامیاب ترین شخص ہوگا۔[۵۹] داعی کو چاہئے کہ ضروریات کو حاجیات اور تحسینیات پر اور اصل کو تابع پر اور مصلحت خاصہ پر مقدم رکھے۔ اسی طرح لوگوں کو زیادہ خطرناک اور نقصان دہ امور پر کم نقصان دہ امور سے پہلے متنبہ کیا کرے نیز لوگوں سے ان کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرے۔ جیسا کہ ایک طبیب کے لئے بیماری کے مقاصد اور نتائج کی معرفت لازمی عنصر ہے۔ تاکہ وہ مریض کے لئے ایسی دواء کو تجویز کر سکے جسے مناسب وقت اور مناسب حالات میں مریض کو دینا ضروری ہو۔ اسے جدید فقہی اصطلاح میں "فقہ الواقع" کہا جاتا ہے۔[۶۰]

حق و باطل کا امتیاز

مقاصد شریعت کو جاننا ان افراد کے لئے ضروری ہے جو عصر حاضر میں عقیدہ اور فکری جنگ، بیرونی حملوں، پرکشش اصولوں اور تباہ کن دعووں کے خلاف ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنا چاہتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ مقاصد شریعت کا فہم ان افراد کے لئے بھی ضروری ہے جو ان لوگوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں جو مختلف انسانی حقوق کے نام سے اسلامی تعلیمات کو مختلف ہتھکنڈوں سے آلودہ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی فرماتے ہیں کہ "مقاصد شریعت کی معرفت ایک مسلمان کو بالخصوص جو عصر حاضر میں عقیدہ اور فکری جنگ، بیرونی حملوں، پرکشش اصولوں اور تباہ کن دعووں کے خلاف ایک مضبوط بنیاد فراہم کرنا چاہتے ہیں، ان مہلک دعووں کے قائل اور جھوٹے نعروں اور پرفریب امتیازات کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں، اپنی انتھک محنتوں اور کوششوں کو محاسن شریعت کو چھپانے، اس کے سنہری اصولوں کو عیب دار بنانے پر صرف کر رہے ہیں۔ اور شریعت اسلامیہ پر افتراء پردازی کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ لہذا اس کی طرف گمراہی کی نسبت کرنے میں بھی ذرا تامل نہیں کرتے، شریعت اسلامیہ کی سادہ تعلیمات اور اس کے معنی کی وسعتوں کے خلاف جھوٹے مکروفریب اور ملمع سازیوں پر مبنی خلاف واقعہ بیانات سے بھی گریز نہیں کرتے"۔[۶۱]

خلاصہ بحث

خلاصہ بحث یہ ہے کہ مقاصد شریعت فقہ اسلامی کے محاسن کو نمایاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی احسان کے ساتھ عبادت کرنا قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کے عظیم مقاصد میں سے ایک ہے اور تمام غایات اور اہداف انسانی میں سب سے زیادہ قیمتی اور عظیم مقصد ہے۔

حقیقی ایمان بالغیب کا تقاضا تو یہ ہے کہ احکام شریعت کی حکمتوں، غایات مقاصد کو معلوم کئے بغیر ہی ان کو تسلیم کیا جائے اور

اطاعت وبندگی کا حق ادا کرتے ہوئے انہیں بجالایا جائے، لیکن ان مقاصد شریعت کی جستجو و تلاش بھی دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ مقاصد شریعت ایک مجتہد کے لئے مضبوط فصیل اور مستحکم قلعہ کی مانند ہیں جن کی بدولت اسے نصوص کی ادلہ متعارضہ کے مابین ترجیح اور تطبیق نئے پیش آمدہ غیر منصوص واقعات سے متعلقہ احکام کی معرفت، احکام شریعت میں اعتدال و توازن قائم کرنے اور انہیں حالات وواقعات کے مطابق سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

مقاصد شریعت کا علم و عرفان ایک مجتہد کے لئے ایسے آلات کی مانند ہے جس کے ذریعے نئے پیش آمدہ مسائل میں انہیں ملحوظ رکھ کروہ شرعی احکام میں توازن برقرار رکھ سکتا ہے۔ متقدمین اور متأخرین فقہاء کرام نے مجتہد کے لئے مقاصد شریعت کے فہم کی شرط عائد ہے۔ عام مسلمانوں کو مقاصد شریعت جاننے سے نہ صرف عقائد اسلام میں پختگی، شریعت الٰہیہ سے محبت میں اضافہ اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی ہوگی بلکہ احکام شریعت پر عمل کرنے کا شوق بھی پیدا ہوگا۔ مقاصد شریعت کی تفہیم کلّم الناس علی قدر عقولہم کے مصداق اس آفاقی دین اسلام کی تعلیمات کو دیگر ادیان کے لوگوں تک پہنچانے میں ممد ومعاون ہوگی۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] غزالی، محمد بن محمد. المستصفی فی علم الاصول. ط: دار الفکر، بیروت، ۲/ ۴۸۱

[2] الیوبی، محمد سعد بن احمد بن مسعود. مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ وعلاقتھا بالادلۃ الشرعیۃ. ط: ۱۴۲۳ھ، دار الھجرۃ، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ص۳۲

[3] الآمدی، علی بن ابی علی محمد، سیف الدین. الاحکام فی اصول الاحکام. ط: دار الحدیث، خلف الازہر، قاہرہ، ۳/ ۲۷۱

[4] عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام. قواعد الاحکام فی مصالح الانام. ط: ۱۴۲۴ھ، دارابن حزم، بیروت، لبنان، ۲/ ۶۰

[5] الشاطبی، ابواسحاق، ابراہیم بن موسیٰ. الموافقات فی اصول الشریعہ. ط: ۱۹۷۵ء، دارالفکر العربی، مصر، ۲/ ۸

[6] الدہلوی، أحمد بن عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ. حجۃ اللہ البالغۃ. ط: ۱۳۵۵ھ، مکتبہ السلفیۃ، لاہور، ۱/ ۳

[7] الفاسی، علال. مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ ومکارمھا. ط: ۱۹۹۳ء، دارالغرب الاسلامی، ص۷

[8] ابن عاشور، محمد طاہر. مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ. ط: ۲۰۰۴ء، طبعۃ وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، قطر، ص۲۵۱

[9] أیضاً، ص۴۱۵

[10] الیوبی، مقاصد الشریعہ، ص۳۵

[11] الکیلانی، عبدالرحمٰن. قواعد المقاصد عند الامام الشاطبی. ط: ۱۴۲۱ھ، دارالفکر، دمشق، ص۴۶

[12] العالم، یوسف حامد. المقاصد العامۃ للشریعۃ الاسلامیۃ. ط: ۱۴۱۲ھ، المعہد العالی للفکر الاسلامی، ص۷۹

[13] القرضاوی، یوسف عبداللہ. الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیۃ. ط: ۱۴۰۶ھ، دارالقلم، کویت، ص۴۳

[14] الزحیلی دکتور وہبۃ. اصول الفقۃ الاسلامی. ط: ۱۴۰۶ھ، دارلفکر، دمشق، ۲/ ۱۱۷

[15] الریسونی، أحمد. نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبی. ط: ۱۹۹۲ء، الدار العالمیۃ الکتاب الاسلامی، الریاض، ص۱۹

[16] الیوبی، مقاصد الشریعۃ، ۳۶

[17] أیضاً، ص۳۷

[18] الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الشاطبی، ص۵

[19] الیوبی، مقاصد الشریعۃ، ص۳۶

[20] الجوینی، اعبد الملک بن عبداللہ. البرہان فی اصول الفقۃ. ط: ۱۳۹۹ھ، مطابع الدوحۃ الحدیثۃ، قطر، ۲/۸۷۶

[21] الجوینی، عبد الملک بن عبداللہ. غیاث الامم فی التیاث الظلم (المعروف بہ الغیاثی). ط: ۱۴۰۱ھ، مطبعۃ نہضۃ بمصر، ص۴۲۹، ۲۶۶، ۳۹۳؛ الجوینی، البرہان، ۱/۲۰۴

[22] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمان. الرد علی من اخلد الی الارض وجہل ان الاجتہاد فی کل عصر فرض. ط: ۱۴۰۳ھ، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ص۱۸۲

[23] عزالدین، عبد العزیز بن عبد السلام. قواعد الاحکام فی مصالح الانام. ط: ۲۰۰۳ء، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۲/۱۶۰

[24] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم. مجموع الفتاوی. ط: ۱۴۱۶ھ، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، المملکۃ السعودیۃ، ۲۰/۵۸۳

[25] ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ۱۱/۳۵۶۵

[26] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، ۲: ۱۲۱

[27] ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، ۱۵/۳۹۰-۳۹۱

[28] ابن القیم، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر. اعلام الموقعین عن رب العالمین. ط: ۱۳۸۹ھ، مطبعۃ دار السعادۃ بمصر، ۲/۵۷

[29] ایضاً، ۳/۳

[30] الشاطبی، ابراہیم بن موسی. الموافقات فی اصول الشریعۃ. ط: ۱۹۸۷ء، دار الفکر العربی، مصر، ۴/۱۰۵

[31] ابن عاشور، محمد طاہر. مقاصد الشریعۃ. ط: ۱۴۰۲ء، جامعۃ ام القری بمکۃ المکرمۃ، ص ۱۵، ۴۸

[32] علال الفاسی. مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ ومکارمہا. ط: ۱۳۹۳ھ، دار الغرب الاسلامی، ص۵۵

[33] ڈاکٹر، نجات اللہ صدیقی. مقاصد شریعت. ط: ۲۰۰۹ء، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص۱-۲

[34] الزحیلی، دکتور وہبۃ. اصول الفقہ الاسلامی. ط: ۱۴۰۶ھ، دار لفکر دمشق، ص۲/۱۰۱۷؛ الخادمی، الاجتہاد المقاصدی، ۱/۵۹؛ الزیدان، عبد الکریم. الوجیز فی اصول الفقۃ. ط: ۱۴۲۲ھ، نشر احسان، تہران، ص۳۸۲

[35] یفوت، سالم. حفریات المعرفۃ العربیۃ الاسلامیۃ. التعلیل الفقہی. ط: ۱۹۹۰ء، دار لطلیعۃ بیروت، ص۴۷

[36] الریسونی، أحمد. نظریۃ المقاصد عند الشاطبی. ط: ۱۴۲۲ھ، الدار العالمیۃ الکتاب الاسلامی، الریاض، ص۳۶۰

[37] الخادمی، الاجتہاد المقاصدی، ۱/۳۵

[38] أیضاً

[39] القرافی، أحمد بن ادریس. الفرق. ط: ۱۴۰۶ھ، عالم الکتب، بیروت، ۲/۱۰۷

[40] السوسۃ، عبد المجید. الاجتہاد الجماعی فی التشریع الاسلامی. ط: ۱۹۹۸ء، قطر، کتاب الامۃ، عدد ۶۲، ص۶۰؛ ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد. مقدمۃ تاریخ ابن خلدون. (مترجم عبد المجید صدیقی)، ط: ۲۰۰۵ء، المیزان، لاہور، ص۶۶۷

[41] حسان، دکتور حسین حامد. فقہ المصلحۃ وتطبیقاتہ المعاصرۃ. ط: ۱۹۹۳ء، المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب، ص۲۳

[٤٢] الآمدی، علی بن ابی علی محمد ،سیف الدین.الاحکام فی اصول الاحکام.ط: دار الحدیث،خلف الازہر، قاہرہ ،٤/٢٣٩؛ دکتور،وہبۃ الزحیلی. مقاصد الشریعۃ. ط: ١٤٠٢ھ ، مجلۃ کلیۃ الشریعۃ، جامعۃ ام القری بمکۃ المکرمۃ، ص٣١١؛ زیدان، اصول الفقہ، ص٣٨٢ ؛الخادمی الاجتہاد المقاصدی، ١/١٠

[٤٣] الخادمی، الاجتہاد المقاصدی،١/١٠؛ ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، ص٥

[٤٤] الخادمی، الاجتہاد المقاصدی، ٢/١٤٨

[٤٥] ابن ماجہ، محمد بن یزید، ابو عبد اللہ. السنن، موسوعۃ الحدیث الشریف. ط: ١٤٢٠ھ، الکتب الستۃ: دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، أبواب الزہد، باب الحکمۃ، رقم ٤١٦٩

[٤٦] القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ، ٢ : ٢٨٦

[٤٧] الوجیز فی اصول الفقہ، ص٤٠٦

[٤٨] ایضاً

[٤٩] ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ، ص١٨

[٥٠] العالم، یوسف حامد. المقاصد العامۃ للشریعۃ الاسلامیۃ. ط: ١٤٢١ھ، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، ص١٠٧

[٥١] ابن القیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر. شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ التعلیل. ط: دار التراث، قاہرہ، ص٧٩؛ أیضا، مفتاح دار السعادۃ. ومنشور ولایۃ العلم والارادۃ. ط: ١٣٩٩ھ، دار الفکر، بیروت، ص٣٢٧

[٥٢] القرآن الکریم، سورۃ الذاریات، ٥١ : ٦٥

[٥٣] عز الدین قواعد الاحکام، ١/٩

[٥٤] یوسف العالم، المقاصد العامۃ، ص١٠٦٢

[٥٥] القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، ٢ : ٢٦٠

[٥٦] الزحیلی، محمد. مقاصد الشریعۃ، مجلۃ کلیۃ الشریعۃ. ط: ١٤٠٢ھ، عدد ٦، جامعۃ ام القرائی بمکۃ المکرمۃ، ص٣٠٩، ٣١٢

[٥٧] القرآن الکریم، سورۃ الرعد ١٣: ٢٨

[٥٨] القرآن الکریم، سورۃ الاسرا ١٧: ٣٢

[٥٩] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد. طلب العلم وطبقات المعلمین. ط: ١٩٨٢ء، دار الکتب العامیۃ، بیروت، ص١٣٥-١٣٤

[٦٠] الخادمی، الاجتہاد المقاصدی، ٢/١٥٥-١٥٢

[٦١] مقاصد الشریعۃ، ص٣١٢، ٣٠٩